Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۹۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۵/۳۰ | ۹ رجب ۱۳۹۶ھ ۸ وفا ۱۳۵۵ھش ۸ جولائی ۱۹۷۶ء | نمبر ۱۵۵

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۸ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیشہ اپنی خاص حفاظت و امان میں رکھے اور اپنی غیر معمولی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

ربوہ ۸ وفا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے بارہ میں محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ :-

رات اچانک بلڈ پریشر زیادہ ہونے کی وجہ سے تھوڑے تھوڑے وقفہ کیلئے غشی کی تکلیف ہو گئی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلد طبیعت سنبھل گئی۔ ویسے بے چینی اور ضعف بہت ہے۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور درد و الحاح کے ساتھ بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو شفا عطا فرمائے اور آپ کے مبارک اور قیمتی وجود کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

ہماری غرض اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :-

"جس مسیح اور مہدی کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی ہمارے ایمان کے مطابق وہ آ گئے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم نے اس عظیم فرزندِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا اور شناخت کیا اور ہم آپ پر ایمان لائے۔ ہم ایمان لائے یعنی ہم نے اپنے ربّ سے یہ عہد کیا کہ جس مقصد کے لئے اس مسیح محمدی اور اس مہدی علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا ہے یعنی اس غرض سے کہ اسلام کو ساری دنیا میں غالب کیا جائے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ہم لوگ انتہائی قربانیاں دیکر انتہائی جدّ و جہد کریں گے "

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ کو مضبوط بنانا اسی جدّ و جہد کا ایک حصّہ ہے۔

(سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

موصیوں کی شان اور وصیّت کی شرائط

(۱) "ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں" (رسالہ الوصیّت صـ ۲۵)

(۲) "مَیں دُعا کرتا ہوں کہ خُدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دِل لوگوں کی خواب گاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دُنیا پر مقدّم کر لیا اور دُنیا کی محبّت چھوڑ دی اور خُدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یا ربّ العالمین۔

مَیں پھر دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خُدا اِس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دُنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں۔ آمین یا ربّ العالمین۔

پھر مَیں تیسری دفعہ دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم۔ اے خدائے غفور و رحیم تُو صرف ان لوگوں کو اِس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچّا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرضِ نفسانی اور بدظنّی اپنے اندر نہیں رکھتے، اور جیسا کہ حق ایمان اور طاعت کا ہے بجا لاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دِلوں میں جان فدا کر چکے ہیں جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ وہ بکلّی تیری محبّت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پُورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبّت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یا ربّ العالمین "

(رسالہ الوصیّت صـ ۲۵ تا صـ ۲۷)

(مرسلہ صدر مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۸ ماہِ وفا ۱۳۵۵ ہش
۸ر جولائی ۱۹۷۶ء

غلبۂ اسلام کے مقصد میں کامیابی کا دُوسرا اہم ذریعہ

اسلام کے عالمگیر غلبہ کے عظیم الشان مقصد میں کامیاب ہونے کے لئے تعلق باللہ کے بعد دُوسری اہم چیز نوعِ انسان کے ساتھ غایت درجہ ہمدردی ہے۔ ضروری ہے کہ جہاں ہم حقوق اللہ ادا کرکے تعلق باللہ میں ترقی کریں اور اپنے آپ کو خدائی تائید و نصرت کا مورد بنائیں وہاں حقوق العباد ادا کرنے میں بھی اسی تعہد سے کام لیں یعنی نوعِ انسان کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کا جذبہ ہم میں انتہائی عروج پر پہنچا ہوا ہو۔ جب تک یہ جذبہ انتہائی عروج پر نہ ہو اُس وقت تک ہم میں دُوسروں کو راہِ حق کی طرف دعوت دینے اور انہیں حقیقی فلاح و نجاح سے ہمکنار کرنے کی تڑپ پیدا نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعلق باللہ کے بعد جس چیز پر سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ مخلوقِ خدا کی ہمدردی و غمخواری ہی ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری دُنیا میں اسلام کو پھیلانے اور غالب کرنے کی غرض سے مبعوث فرمایا تھا اِس لئے ہمدردیٔ نوعِ انسان کا جذبہ آپ میں انتہائی اوجِ کمال پر پہنچا ہوا تھا۔ آپ خود اپنے اِس جذبہ کی سمندروں سے بھی بڑھ کر گیرائی و گہرائی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبانِ حق، — نے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم
دل و جانم چناں مستغرق اندر فکرِ اوشان است — کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم
بدیں شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم — ازیں درد آتم گر دمے خیزد ز دل آہم
مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است — ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا — کہ ہمدردی بروہ آنجا بہ جہر و زور و اکراہم
غمِ خلقِ خدا صرف از زبان خوردن چہ کار ایست — گرش ہمدرد جاں بیار یرزم ہنوزش عذر میخواہم

(براہین احمدیہ حصہ دوم صہ ۸۵)

بنی نوعِ انسان کے ساتھ ہمدردی و غمخواری کا یہی جذبہ آپ اپنے ہر متبع کے دل میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے آپ نے آغازِ کار ہی جماعت احمدیہ کے قیام کی ایک غرض یہ بیان فرمائی کہ تا ایسے لوگوں کو باہم یکجا اور اکٹھا کیا جائے جن میں ہمدردیٔ نوعِ انسان کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہو اور یہ کہ:۔

"وہ اپنی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہوجائیں، یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اِس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہوکر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔"

(اشتہار ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء)

اسی لئے آپ اپنے متبعین پر نوعِ انسان کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کی اہمیت مسلسل واضح فرماتے چلے گئے۔ آپ نے یہ امر ذہن نشین کرایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ نصرتِ الٰہی تمہارے شاملِ حال ہو اور تم غلبۂ اسلام کے مقصد میں کامیابی سے ہمکنار ہو تو ہمدردیٔ نوعِ انسان کے جذبہ کو ترقی دیتے چلے جاؤ چنانچہ فرمایا:۔

"کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ ۔ ۔ ۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم سفلی کینوں اور حسد کو چھوڑ دو اور ہمدردِ نوعِ انسان بن جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اُس کے ساتھ کامل صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لئے اُترتے ہیں۔"

(رسالہ جہاد)

پھر آپ نے اپنے متبعین کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ اپنی ہمدردی کے دائرے کو وسیع سے وسیع تر کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ کوئی انسان بھی اِس دائرہ سے باہر نہ رہے۔ یعنی ان کے دل میں ہر انسان کے لئے بجز ہمدردی اور غمخواری کے اَور کچھ نہ ہو۔ چنانچہ فرمایا:۔

"یاد رکھو کہ ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت ہی وسیع ہے۔ مَیں اُن لوگوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا اور نہ اُن کی ایسی تعلیم کو پسند کرتا ہوں جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم تک محدود کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اپنی قوم سے ہمدردی کرنی چاہیئے۔ مَیں تو تاکید کرتا ہوں کہ اپنی قوم اور غیر قوم سے برابر ہمدردی کرنی چاہیئے اور کسی قوم اور کسی فرد کو الگ نہیں رکھنا چاہیئے۔ مَیں آجکل کے بعض جاہلوں کی طرح یہ کہنا نہیں چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو، نہیں نہیں مَیں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق کی ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو، مسلمان ہو، ہندو ہو، عیسائی ہو یا کوئی اَور۔ مَیں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی قوم تک محدود کرنا چاہتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ مَیں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرے کو محدود نہ کرو۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۰۴ء)

پھر آپ نے ہمدردی کی مختلف اقسام پر روشنی ڈال کر نصیحت فرمائی کہ کسی بھی قسم کی ہمدردی میں بخل نہیں کرنا چاہیئے۔ جو جسمانی طور پر ہمدردی کرسکتا ہو وہ اس میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے اور جسے خدا تعالیٰ نے مالی فراخی عطا کی ہو وہ اپنے مال سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں پیچھے نہ رہے اور جسے یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں وہ دعا کے ذریعہ ہمدردی کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے کیونکہ دعا ایک ایسا ذریعہ ہے جسے طاقتور امیر اور غریب سب اختیار کرسکتے ہیں اور انہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ چنانچہ فرمایا:۔

"یاد رکھو! ہمدردی تین قسم کی ہے۔ اوّل جسمانی، دوم مالی، اور تیسری قسم ہمدردی کی دعا ہے جس میں نہ زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کا فیض بہت وسیع ہے کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہی کرسکتا ہے جبکہ اس میں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتواں مجروح مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو تو کوئی شخص جس میں خود طاقت و توانائی نہیں کب اس کو اُٹھا کر مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی بے کس بے بس بے سرو سامان انسان بھوک سے پریشان ہو تو جب تک مال نہ ہو اسکی ہمدردی کیونکر ہوگی۔ مگر دعا کے ساتھ ہمدردی ایک ایسی ہمدردی ہے کہ نہ اسکے واسطے کسی مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی طاقت کی حاجت بلکہ جب تک انسان انسان ہے وہ دوسرے کیلئے دعا کرسکتا ہے اور اسکو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اس ہمدردی کا فیض بہت وسیع ہے۔ اور اگر اس ہمدردی سے بھی انسان کام نہ لے تو سمجھو کہ وہ بہت ہی بڑا بدنصیب ہے۔ مَیں نے کہا ہے کہ مالی اور جسمانی ہمدردی میں انسان مجبور ہوتا ہے مگر دعا کے ساتھ ہمدردی میں مجبور نہیں ہوتا۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دُعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے۔ جس قدر دُعا وسیع ہوگی اُسی قدر فائدہ دُعا کرنے والے کو ہوگا۔ اور دُعا میں جس قدر بخل کریگا اُسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دُور ہوتا جاوے گا۔ اور اصل تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے عطیہ کو جو بہت ہی وسیع ہے جو شخص محدود کرتا ہے اس کا ایمان بھی کمزور ہے۔" (الحکم جلد ۴ نمبر ۲۵)

یہی وجہ ہے کہ نوعِ انسان کے ساتھ ہمدردی اور ان کی غمخواری جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز ہے اور اس کی ہمدردی اور غمخواری کا معیار بفضل اللہ تعالیٰ بہت بلند ہے۔ اِس جماعت کے افراد کے دل اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے کینوں اور حسد سے پاک بنائے ہیں اور ان میں نوعِ انسان کے لئے بجز ہمدردی اور غمخواری کے اَور کچھ نہیں ہے۔ انہیں نوعِ انسان کی فلاح و نجاح دل سے عزیز ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں بنی نوعِ انسان کے لئے دردمند دل عطا کئے ہیں اور انہیں ان کی بھلائی اور خیرخواہی سے معمور بنایا ہے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی اخلاقی تعلیم

(مکرم مولوی حمید اللہ خان صاحب مربی سلسلہ احمدیہ مقیم مردان)

اسلام خدا تعالیٰ کا نوع انسان کے لئے وہ آخری اور مکمل پیغام ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں سراسر رحمت اور برکت بن کر آیا۔ اسلام سے قبل جتنے پیغام نوع انسان کی راہنمائی اور نجات و فلاح کے لئے آئے وہ مختص الزمان والقوم تھے۔ خدا تعالیٰ کے علم میں تھا کہ اب دنیا کی دور دراز آبادیاں باہمی ملاقات کی بناء پر ایک قوم کے حکم میں آنے والی ہیں اور نوع انسان خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ قانون کے مطابق ذہنی لحاظ سے ایسی سطح پر پہنچ چکی ہے جس کے لئے ایک ایسی شریعت نازل ہو جو ہر لحاظ سے جامع اور مکمل ہو اور جس میں انسانی فطرت کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر تعلیم دی گئی ہو۔ اسلئے اسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ نوع انسان کو مخاطب فرما رہا ہے اور ان کے لئے ابدی حیات کا پیغام دے رہا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا کی حالت کا نقشہ اس آیت کے ان جامع الفاظ میں کھینچا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ۔ (الروم آیت ۴۲)

یعنی خشکی اور تری میں فساد پیدا ہو چکا ہے یہ فساد علم و عمل میں تھا اخلاق اور روحانیت میں تھا عادات و اطوار میں تھا دلوں اور دماغوں میں تھا اندرونی اور بیرونی قوٰے میں تھا۔ دنیا کا کثیر حصہ اس فساد کی لپیٹ میں تھا۔ موسوی شریعت کے پیرو کار اور حضرت عیسٰے پر ایمان لانے والے اسی فساد کی زد میں تھے ایسی حالت میں قرآن مجید خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نور کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جس نے انسانوں کے قلوب کو روشن کر دیا۔ جس سے تاریک راہیں چمک اٹھیں۔ دلوں اور دماغوں کی تاریکیاں کافور ہو گئیں۔ صدیوں کے مردے زندہ ہو گئے اور اندھے دیکھنے لگے اور نابینا بینا ہو گئے قرآن مجید جگہ جگہ کفار کو مردے اور مومنوں کو زندہ کے لفظ سے پکارتا ہے۔ فی الحقیقت اسلام کی آمد سے جیسی حقیقی حیات اس اس صحرائے عرب کے بادیہ نشینوں کو ملی اور جس زندگی کی شمع سے وہ خود منور ہوئے اور آگے صدیوں تک اس حیات بخش پیغام سے دوسری قوموں نے روشنی اور زندگی لی اس کی مثال نوع انسان کی تاریخ میں ہرگز ہرگز نہیں مل سکتی۔

یورپ کے مستشرقین یہ اعتراض کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال ثابت نہیں کیونکہ وحشی قوم میں دین پھیلانا مشکل امر نہیں تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے اس اعتراض اور اپنے جواب کو اس طرح ایک شعر میں رقم فرماتے ہیں :-

"کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دین کو پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنیٔ رازِ نبوت ہے اسی سے آشکار"

حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے کسی انسان کی طاقت و استعداد ایسی علم و حکمت سے پُر تعلیم پیش نہیں کر سکتی اور اس میں بھی قرآن شریف کی پیشکردہ اخلاقی تعلیم ایک عظیم الشان معجزہ ہے اور اس اعجاز کی شان اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن شریف کا یہ دعوےٰ ہے کہ

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ۔

کہ یہ رسول تم کو احکام شریعت بھی سکھاتا ہے اور ان احکام میں مضمر حکمتیں بھی بتاتا ہے اور انسانی فطرت سے قابل عمل سمجھتی ہے اور انسان خود اس پر عمل کر کے اس کے فوائد سے آگاہ ہوتا اور دل سے اس کی صداقت پر ایمان لاتا ہے۔

ہم موٹے طور پر عیسائیت کا ایک حکم لیتے ہیں۔ عیسوی مذہب کے ماننے والوں کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ تعلیم دی تھی۔

"میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے"
(متی باب ۵ آیت ۳۹)

اب ظاہر ہے یہ تعلیم قابل عمل نہیں کیونکہ اس سے ظالم کو شہ ملتی اور ظلم کی نشوونما ہوتی ہے۔ اور ایسا کرنا انسانی قویٰ کا بے محل استعمال ہے مگر اسلامی تعلیم ہے موقعوں پر یہ ہے کہ ظلم کو روکو اور موقع شناسی سے دیکھ لو کہ معاف کرنا درست و مناسب ہے یا ظالم کو ویسی ہی سزا دینا۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے

جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا۔ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ۔
(شوریٰ ۴۱)

پس اسلام کی اخلاقی تعلیم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک عظیم الشان اعجاز ہے یہ تعلیم انسانی فطرت کے عین مطابق ہونے کی بناء پر انسانی قویٰ کو برمحل استعمال کرنے کی تعلیم دیتی ہے تا ایک طرف انسانی قویٰ مناسب نشوونما پائیں اور دنیا میں خلل بھی نہ پڑے تا انسانی معاشرہ صحت و سلامتی کے ساتھ آگے بڑھے خُلق انسانی اندرونی پیدائش کا نام ہے۔ یعنی انسانی قویٰ جو خدا تعالیٰ نے انسان کے اندر رکھے ہیں ان کا خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق استعمال۔

اسلامی اخلاقی تعلیم کا سب سے بڑا امتیاز جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے جو اسے دوسرے مذاہب کی تعلیموں سے ممتاز کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام نے اپنے احکام انسانی قویٰ کی نشوونما اور جائز و صحیح استعمال کے لئے دئے ہیں۔ اسلام خدا تعالیٰ کی دی ہوئی کسی بھی قوت کا استیصال نہیں کرنا چاہتا بلکہ اس کا برمحل و با موقعہ استعمال سکھاتا ہے۔ تاکہ اس کی نشوونما اس کے خالق کی رضا کے تحت ہو۔

دوسرا امتیاز اسلامی تعلیم کا یہ ہے کہ اسلام نے خود نبی اکریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو تمام نوع انسان کے لئے بطور نمونہ پیش فرما کر یہ بتا دیا ہے کہ یہ اخلاقی تعلیم قابل عمل ہے اور اس کے قابل عمل ہونے کی دلیل خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

فرمایا۔ إِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ

اور نوع انسان کو اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا :-

وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تیسرا امتیاز اسلامی اخلاق کا یہ ہے کہ قرآن شریف نے تمام دینی ضرورتوں کو پورا فرما دیا ہے اور اسی طرح پر اخلاقی تعلیم کی کسی بھی جزو کو ادھورا یا ناقص نہیں رہنے دیا۔ اس لئے قرآن شریف ایک مکمل ضابطہ حیات ہے وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔

نیز فرمایا :-

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔

چوتھا امتیاز اسلامی اخلاقی تعلیم کا یہ ہے کہ طبعی اور اخلاقی حالتوں میں فرق کر کے دکھایا ہے شیر میں دلیری کی قوت ہے اور بچہ بھی مسکراتا ہے۔ مگر ہم انہیں با اخلاق نہیں کہہ سکتے کیونکہ اخلاق ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اندرونی قویٰ کے تدبر سے وہ اخلاق سرزد ہوں کیونکہ خُلق کے معنے باطنی پیدائش کے ہیں۔

ایک امتیاز اسلامی اخلاق کا یہ ہے کہ اخلاق اور ان میں مضمر حکمتیں صرف اسلام نے ہی بتائیں۔ اسلامی اخلاق پر کاربند ہونے سے انسان کی روحانی ترقی شروع ہو جاتی ہے جس سے اُسے اسی دنیا میں روشنی اور نور ملتا ہے اور وہ بندہ دمبدم خدا تعالیٰ کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اسلام چونکہ دین فطرت ہے یعنی انسان کی ظاہری اور باطنی پیدائش اسلام کے مناسب حال ہے اس لئے اس کے احکام پر چلنا فطرت انسانی قبول کرتی ہے۔

اسلام کے مدنظر چونکہ ہر ادنیٰ سے ادنیٰ انسان سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ استعداد رکھنے والے انسان کو اخلاق حسنہ سے مزین کرنا تھا جس میں ہر شعبہ زندگی کے افراد تھے۔ یعنی امیر۔ غریب۔ آقا۔ غلام۔ فطرتی سعادت رکھنے والے اور دیگر مختلف طبائع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے لوگ اس لئے قرآن شریف نے ایسی تعلیم پیش فرمائی ہے جس سے سب کی مناسب نشوونما ہو۔ کیونکہ شجرۂ فطرتِ انسانی اعتدال پر واقع ہے اسلئے اسلام کی اخلاقی تعلیم نہ افراط کی طرف لے جاتی ہے نہ تفریط کی طرف۔ اسلام نے اس بارہ میں ایک خاص پہلو پر زور نہیں دیا تا انسانی اخلاقی نشوونما نامعموری یا ناقص نہ رہ جائے بلکہ تمام قویٰ کے استعمال کا برمحل اور باموقع استعمال کا حکم دیا ہے۔

قرآن کریم سب سے پہلی کتاب ہے جس نے طبعی فطرتی حالتوں اور اخلاقی حالتوں میں مابہ الامتیاز بیان فرمایا ہے اور کہہ با اخلاق انسان سے باخدا انسان بنانے کے احکام دیئے ہیں۔ مختصراً ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے وحشی سے انسان (انسان) سے بااخلاق انسان اور بااخلاق انسان سے باخدا انسان بننے کی تعلیم فرمائی ہے۔

یہاں ایک سوال ہے کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسلام کے علاوہ دیگر اقوام میں سے بھی اکثر اقوام بااخلاق ہیں جیسے یورپین اقوام کہ وہ اپنے دنیاوی معاملات میں اخلاقی مظاہرہ کا اظہار کرتی نظر آتی ہیں۔ تو اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ ان کے بااخلاق بننے میں وہ اصل کارفرما نہیں ہے جسے ہم خدائی صفات کا پرتو کہہ سکیں۔ کیونکہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ انکا اظہارِ اخلاق وقت اور حالات کی رو میں زیر و زبر ہوتا رہتا ہے اور اکثر نمائشی ہے۔ یعنی ان کے نزدیک مصلحتِ وقت یہ ہے کہ ظاہر میں دوسروں پر بااخلاق ہونا ثابت کریں۔ مگر ایسا ہونا بھی ان کے چند ہی معاملات میں محدود ہے پھر یہ تو ان اقوام کا ابھی وقتی اظہار اخلاق ہے۔ مگر ہم تو یہاں اسلام کی اخلاقی تعلیم بیان کر رہے ہیں نہ کہ مسلمانوں کی اخلاقی حالت۔ مسلمانوں نے موجودہ زمانہ سے اسلام کی اس حسین اخلاقی تعلیم کو بھلا دیا اور اس کی حقیقت سے دور جا پڑے۔ اگر مسلمان اس تعلیم پر عمل کرتے تو ان کی موجودہ حالت ایسی نہ ہوتی جیسی اب ہے۔ اسی لئے آنے والے مسیح موعود اور مہدی کی علامت بیان کی گئی ہے کہ

یحی الدین ویقیم الشریعۃ

(تذکرہ صفحہ ۳۴۳/ ۶۶۵ ایڈیشن سوم)

کہ ایک وقت آئے گا کہ دین اور شریعت اپنی اصل کے لحاظ سے مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں سے اٹھ جائے گی۔ اور اسلام کا باغ بادِ خزاں کی لپیٹ میں ہوگا۔ دین کو پس پشت ڈال دیا جائے گا یعنی دلوں سے ایمان کی حلاوت اور چاشنی اور روشنی ختم ہو جائے گی تو ایسے ایک فارسی الاصل دوبارہ دنیا میں واپس لائے گا تا ایمان کا شجر دوبارہ ثمر آور ہو اور پھلے اور پھولے اسلئے اب مسلمانوں کی زبوں حالی اور اخلاق فقط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق ہے

بحیثیت اقوام کے تاریخ کو دیکھیں تو مسلمانوں کی گزشتہ تاریخ ایسے زریں واقعات سے بھری پڑی ہے کہ فاتح مسلمانوں نے محکوم اقوام سے ایسا ایثار کیا اور ایسے اخلاقِ حسنہ کا مظاہرہ کیا کہ دنیا کی تمام اقوام میں سے اس کے مقابلہ میں ایک بھی مثال پیش نہیں کی جا سکتی مگر اسکے برعکس یورپین اقوام نے ہر جگہ محکوم اقوام سے ایسا اخلاق سوز بلکہ انسانیت سوز سلوک کیا جو ان کے انفرادی اخلاق کے دعووں پر پانی پھیرتا ہے۔

اسلام نے اپنی اخلاقی تعلیم کے ذریعہ کس قسم کی اصلاح کی؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میں مبعوث ہوئے تھے جب کہ دنیا ہر ایک پہلو سے خراب اور تباہ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔

(الروم: ۴۲)

یعنی جنگل بھی بگڑ گئے اور دریا بھی بگڑ گئے۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ جو اہلِ کتاب کہلاتے ہیں وہ بھی بگڑ گئے اور جو دوسرے لوگ ہیں جن کو الہام کا پانی نہیں ملا وہ بھی بگڑ گئے پس قرآن شریف کا کام دراصل مُردوں کو زندہ کرنا تھا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے

اِعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

(الحدید: ۱۸)

یعنی یہ بات جان لو کہ اب اللہ تعالیٰ نئے سرے سے زمین کو بعد اس کے مرنے کے زندہ کرنے لگا ہے اس زمانہ میں عرب کا حال نہایت درجہ کی وحشیانہ حالت تک پہنچا ہوا تھا اور کوئی نظام انسانیت کا ان میں باقی نہیں رہا تھا اور تمام معاصی ان کی نظر میں فخر کی جگہ تھے۔ ایک ایک شخص صدہا بیویاں کر لیتا تھا حرام کا کھانا ان کے نزدیک ایک شکار تھا۔ ماؤں کے ساتھ نکاح کرنا حلال سمجھتے تھے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے کہنا پڑا کہ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ (النساء: ۲۴)

یعنی آج مائیں تمہاری تم پر حرام ہو گئیں۔ ایسا ہی وہ مردار کھاتے تھے۔ آدم خور تھے۔ دنیا کا کوئی بھی گناہ نہیں جو نہیں کرتے تھے۔ اکثر معاد کے منکر تھے۔ بہت سے ان میں سے خدا کے وجود کے بھی قائل نہ تھے۔ لڑکیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتے تھے یتیموں کو ہلاک کر کے ان کا مال کھاتے تھے بظاہر تو انسان تھے مگر عقلیں مسلوب تھیں نہ حیا تھی نہ شرم تھی نہ غیرت تھی۔ شراب کو پانی کی طرح پیتے تھے جس کا زناکاری میں اول نمبر ہوتا تھا وہی قوم کا رئیس کہلاتا تھا۔ بے علمی اس قدر تھی کہ اردگرد کی تمام قوموں نے ان کا نام اُمّی رکھ دیا تھا۔

ایسے وقت میں اور ایسی قوموں کی اصلاح کیلئے ہمارے نبی سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ میں ظہور فرما ہوئے۔۔۔ قرآن شریف کا یہ مقصد تھا کہ حیوانوں سے انسان بنائے اور انسان سے بااخلاق انسان بنائے اور بااخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دے۔ اسی واسطے ان تین امور پر قرآن شریف مشتمل ہے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲ و ۱۳)

بحوالہ روحانی خزائن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلام کی پیش کردہ اخلاقی تعلیم کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"یاد رہے جاننا چاہیئے کہ اخلاق دو قسم کے ہیں۔ اول وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ترکِ شر پر قادر ہوتا ہے۔ دوسرے وہ اخلاق جن کے ذریعہ سے انسان ایصالِ خیر پر قادر ہوتا ہے اور ترکِ شر کے مفہوم میں وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ تا اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنی آنکھ یا اپنے کسی اور عضو سے دوسرے کے مال یا عزت یا جان کو نقصان نہ پہنچاوے یا نقصان رسانی اور کسرِ شان کا ارادہ نہ کرے اور ایصالِ خیر کے مفہوم میں تمام وہ اخلاق داخل ہیں جن کے ذریعہ سے انسان کوشش کرتا ہے کہ اپنی زبان یا اپنے ہاتھ یا اپنے مال یا اپنے علم یا کسی اور ذریعہ سے دوسرے کے مال یا عزت کو فائدہ پہنچا سکے یا اس کے جلال یا عزت ظاہر کرنے کا ارادہ کر سکے۔ یا اگر کسی نے اس پر کوئی ظلم کیا تھا تو جس سزا کا وہ ظالم مستحق تھا۔ اس سے درگذر کر سکے اور اس طرح اس کو دکھ اور عذاب بدنی اور تاوان مالی سے محفوظ رہنے کا فائدہ پہنچا سکے یا اس کو ایسی سزا دے سکے جو حقیقت میں اسکے لئے سراسر رحمت ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۲ و ۳۳)

اخلاق متعلق ترکِ شر کی اقسام بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"پہلا خلق احصان کے نام سے موسوم ہے ۔۔۔۔ یعنی پاکدامنی یہ ایسی حالت میں خلق کہلائے گا جب کہ ایسا شخص جو بدنظری یا بدکاری کی استعداد اپنے اندر رکھتا ہے یعنی قدرت نے وہ قویٰ اس کو دے رکھے ہیں جس کے ذریعہ سے اس جرم کا ارتکاب ہو سکتا ہے اس فعلِ شنیع سے اپنے تئیں بچائے اور اگر بباعث بچہ ہونے یا نامرد ہونے یا خوجہ یا پیر فرتوت ہونے کے یہ قوت اس میں موجود نہ ہو تو اس صورت میں ہم اسکو اس خلق سے جس کا نام احصان یا عفت ہے موصوف نہیں کر سکتے"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۰ بحوالہ روحانی خزائن)

"دوسری قسم ترکِ شر کے اقسام میں سے وہ خلق ہے جس کو امانت و دیانت کہتے ہیں۔ یعنی دوسرے کے مال پر شرارت اور بدنیتی سے قبضہ کر کے اس کو ایذا پہنچانے پر راضی نہ ہونا"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۳۰)

"تیسری قسم ترکِ شر کے اخلاق میں سے وہ قسم ہے جس کو عربی میں ھُدنہ اور ھَون کہتے ہیں یعنی دوسرے کو ظلم کی راہ سے بدنی آزار نہ پہنچانا اور بے شر انسان ہونا" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ)

چوتھی قسم ترکِ شر کی اخلاق میں سے رفق اور اور قولِ حسن ہے۔۔۔۔۔۔۔

یعنی یہ خلق جس حالت طبعی سے پیدا ہوتا ہے اس کا نام طلاقت یعنی کشادہ روئی ہے۔ اب ایصالِ خیر کے اقسام جو قرآن شریف نے بیان فرمائے ہیں کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس طرح کیا ہے کہ پہلا خلق ان میں سے عفو ہے یعنی کسی کے گناہ کو بخش دینا اس میں ایصالِ خیر یہ ہے کہ جو گناہ کرتا ہے وہ ایک ضرر پہنچاتا ہے اور اس لائق ہوتا ہے کہ اسکو بھی ضرر پہنچایا جائے۔ سزا دلائی جائے قید کرایا جائے۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران: ۱۳۵) یعنی نیک آدمی وہ ہیں کہ جو غصہ کھانے کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محل پر اپنا غصہ پی جاتے ہیں اور بخشنے کے محل پر گناہ کو بخشتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ: ۴۱) بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو۔ لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخش دے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو کوئی شر پیدا نہ ہوتا ہو یعنی عین عفو کے محل پر ہو نہ غیر محل پر تو اس کا وہ بدلہ پائے گا۔

دوسرا خُلق اخلاقِ ایصالِ خیر میں سے عدل ہے اور تیسرا احسان اور چوتھا ایتاءِ ذی القربیٰ۔ جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ (النحل: ۹۱) یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کرو اور اگر عدل سے بڑھ کر احسان کا موقعہ اور محل ہو تو وہاں احسان کرو اور اگر احسان سے بڑھ کر قریبیوں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنے کا محل ہو تو وہاں طبعی ہمدردی سے نیکی کرو۔ اور اس سے خدا تعالیٰ منع فرماتا ہے کہ تم حدود اعتدال سے آگے گزر جاؤ یا احسان کے بارے میں منکرانہ حالت تم سے صادر ہو جس سے عقل انکار کرے یعنی یہ کہ تم بے محل احسان کرو یا بر محل احسان کرنے سے دریغ کرو۔ یا یہ کہ تم محل پر ایتاء ذی القربیٰ کے خُلق میں کچھ کمی اختیار کرو یا حد سے زیادہ رحم کی بارش کرو۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی)

اختصار کے ساتھ یہ اسلامی تعلیم کا نمونہ ہے جو مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں دوبارہ قائم ہو چکی ہے اور اس اسلامی اخلاقی تعلیم کی علمبردار جماعت احمدیہ ہے جو اسلام کے حقیقی مفہوم کو اپنے دلوں اور روحوں میں قائم کر کے ساری دنیا میں اس تعلیم کو پھیلا رہی ہے اور اس پاک اور روشن تعلیم کے سامنے تمام مردہ مذاہب اور انکی تعلیمیں ہمیشہ کیلئے ختم ہو رہی ہیں۔ یہ خدائی تقدیر ہے اسکو کوئی نہیں روک سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا"

نظارت تعلیم کے اعلانات

۱۔ ملٹری کالج جہلم میں I ایر انٹرمیڈیٹ (پری انجینئرنگ) میں داخلہ (بعد ازاں پاکستان ملٹری اکیڈیمی کاکول میں داخلے کے لئے) میٹرک پاس II ڈویژن سائنس کے مضامین کے ساتھ G.H.Q کو ۱۵ راگست تک درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔ بقیہ تمام تفاصیل کے لئے دیکھیں پاکستان ٹائمز مورخہ ۵ رجولائی صہ ۳۔

۲۔ ڈیماؤنٹ وٹرینری اینڈ فارمز کورس میں کمیشن BVSC یا اینمل ہزبنڈری کالج لاہور کے BSC کو ۱۵ رجولائی تک درخواستیں G.H.Q بھجوا سکتے ہیں۔ بقیہ تمام تفاصیل کے لئے دیکھیں پاکستان ٹائمز ۵ رجولائی صہ۵۔

(ناظر تعلیم)

درخواستہائے دُعا

۱۔ میری ہمشیرہ محترمہ حمیدہ بیگم اہلیہ چوہدری سلطان احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس ریٹائرڈ لائل پور پر ۱۷ رجون کو فالج کا شدید حملہ ہوا۔ بائیں بازو اور ٹانگ پر بہت زیادہ اثر ہے۔ انہیں میاں محمد ٹرسٹ ہسپتال لائل پور میں بغرض علاج داخل کروایا گیا ہے۔ احباب کرام ہمشیرہ محترمہ کی صحت وعافیت کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامل وعاجل صحت عطا فرمائے۔ (ناصر الدین آڈیٹر تحریک جدید۔ ربوہ)

۲۔ محترم چوہدری حمید احمد صاحب نائب قائد ضلع لاہور کے والد مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب صدر حلقہ سلطانپورہ لاہور کا لائل پور میں اپریشن ہوا ہے۔ احباب جماعت سے ان کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(وسیم احمد معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور)

۳۔ زرعی یونیورسٹی لائل پور کے طلباء (Under graduates) کے سالانہ امتحانات ۲ راگست سے شروع ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ سب احمدی طلباء کو اعلیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

(میاں مبارک احمد قائد دارالذکر لائل پور)

فہرست عطیہ دہندگان برائے نادار مریضان فضل عمر ہسپتال ربوہ

(۲)

مکرم ڈاکٹر عبدالوہاب صاحب	مصری شاہ	لاہور	۱۰۰-۰۰
محترمہ امۃ المتین صاحبہ	"	"	۵۰-۰۰
مکرم طارق سبحانی صاحب	نیلا گنبد	"	۲۰-۰۰
" مظفر احمد شاہ صاحب	"	"	۱۵-۰۰
محترمہ مسز متین سعید صاحبہ	"	"	۱۰-۰۰
" " اسلام منیر صاحبہ	"	"	۱۰-۰۰
مکرم کمانڈر آر۔یو۔ باجوہ صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" مقصود احمد صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" میاں محمد شریف صاحب	"	"	۱۵-۰۰
" قریشی عبدالسمیع، امۃ القیوم صاحبہ	"	"	۱۲-۰۰
" رانا بشیر احمد صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" عمران محمود صاحب آف رینالہ خورد	"	"	۲۰-۰۰
" چوہدری محمد نواز صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" محمد ضیاء الحق صاحب	"	"	۲۰-۰۰
" طارق قریشی صاحب	"	"	۱۵-۰۰
" مرزا عبدالحی کامران صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" شیخ منیر الحق صاحب	اسلامیہ پارک	"	۱۰-۰۰
محترمہ انیسہ بیگم صاحبہ بشارت محمود صاحب	"	"	۲۴-۰۰
مکرم شیخ ناصر احمد صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" ملک مبارک احمد صاحب	"	"	۴۰-۰۰
محترمہ نسیم ثروت صاحبہ بیگم ملک مبارک احمد صاحب	"	"	۱۰۰-۰۰
مکرم شیخ طاہر احمد صاحب	"	"	۱۵-۰۰
" مرزا بشارت محمود صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" چوہدری ناصر احمد صاحب	"	"	۴۰-۰۰
" وحید احمد صاحب	بھاٹی گیٹ	"	۱۱-۰۰
" میرزا اکرام احمد صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" محمد بشیر صاحب ڈار (منجانب رحمت بیگم صاحبہ مرحومہ زوجہ محمد سلطان صاحب پونڈہ)	"	"	۲۰۰-۰۰
" چوہدری محمد ظریف صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" شیخ رفیق احمد صاحب	دارالذکر	"	۳۰-۰۰
" لطف المنان صاحب منجانب والد محترم حکیم فضل الرحمٰن صاحب مرحوم	"	"	۳۰-۰۰
" ملک مبارک احمد صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" ڈاکٹر شاہد خلیل صاحب			۱۰-۰۰
" شیخ محمد اسلم صاحب والد مرحوم شیخ عزیز الرحمٰن صاحب	"	"	۵۰-۰۰
" " عزیز الرحمٰن صاحب			۱۱-۰۰
محترمہ اہلیہ صاحبہ ملک عبدالحمید صاحب عارف	"	"	۱۰-۰۰
" شمیم طاہرہ صاحبہ	"	"	۱۰-۰۰
مکرم طارق جری اللہ صاحب	"	"	۱۰-۰۰
محترمہ ثریا بیگم صاحبہ	"	"	۱۰-۰۰
مکرم خلیل الرحمٰن صاحب	"	"	۱۰-۰۰
" ملک نذیر محمد صاحب کھوکھر	سلطانپورہ	"	۱۶-۰۰
" شیخ نعیم احمد صاحب	"	"	۱۵-۵۰

(باقی)

قائدین سے خدام الاحمدیہ ماہ جون کی رپورٹ جلد مرکز میں ارسال فرمائیں۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلی صدی ہجری

بزرگانِ سلف کے عقائد

ابو اسحٰق حضرت کعب احبار حمیری رح (المتوفی ۳۲ھ)

حضرت کعب احبار رح مشہور و ممتاز تابعی تھے، جو خلیفۃ الرسول سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مبارک عہدِ خلافت میں مشرف باسلام ہوئے۔ قبولِ اسلام کے بعد آپ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رض کے حلیف بن گئے۔ اکابر صحابہ اُن کی وسعتِ نظر کے قائل تھے۔ حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ آپ علم کا ظرف اور اہلِ کتاب کے علمائے عظام میں سے تھے (تذکرۃ الحفّاظ جلد ۱ صفحہ ۴۵) حضرت امام نووی رح کے نزدیک اُن کے وفورِ علم اور ثقہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ (تابعین صفحہ ۲۹ از شاہ معین الدین ندوی)

حضرت کعب احبار رح نے فرمایا:-

اِنَّ القائمَ المھدی من نسلِ علیٍّ اشبہ الناس بعیسی ابن مریم خَلْقًا و خُلُقًا و میسمًا و ھیئۃً یعطیہ اللّٰہ جلّ و عزّ ما اعطی الانبیاء و یزیدہٗ و یفضّلہٗ۔"

(بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۶۱ از حضرت امام محمد باقر مجلسی رح مطبوعہ ۱۳۰۴ھ)

یعنی حضرت امام قائم مہدی علیہ السلام حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی نسل سے ہیں۔ وہ اپنی صورت، سیرت، جمال اور شکل کے اعتبار سے سب لوگوں سے بڑھ کر حضرت عیسٰی بن مریم ؑ سے مشابہ ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ عزّ وجل وہ سب کچھ دے گا جو اس نے انبیاء کو دیا ہے۔ اور زیادتی اور فضیلت بخشے گا۔

حضرت کعب احبار رح سے یہ بھی منقول ہے کہ:-

"من نامِ مہدی را در کتابہائے انبیاء مے بینم"

(ترجمہ کتاب المہدی تالیف صدر الدین صدر تہران ۱۳۸۴ھ)

فرمایا میں مہدی کے نام کو انبیاء کی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھتا ہوں۔

وقفِ جدید کا نیا وقف

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ر جنوری ۱۹۷۰ء میں جماعت کی تربیت کیلئے یہ تحریک فرمائی تھی کہ مختلف جماعتوں سے احباب اعزازی وقف کریں تاکہ ہر دیہاتی جماعت کو ایک مقامی بلا معاوضہ معلّم مل جائے ایسے واقفین کی ضروری دینی تربیت کی غرض سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق مرکز میں سہ ماہی تربیتی کلاسوں کا اجراء کیا جا رہا ہے اور اس سلسلہ کی پہلی کلاس یکم اکتوبر ۱۹۷۰ء سے ربوہ میں شروع ہو رہی ہے اسلئے امراء صاحبان فوری طور پر اپنی اپنی جماعتوں کے نمائندگان کے نام بھجوائیں۔ وقف کی یہ درخواستیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی خدمت میں ارسال کی جائیں۔ اِس تحریک کی اوّلین مخاطب ایسی جماعتیں ہیں جو تربیت کی محتاج ہیں اور بار بار معلمین کا مطالبہ کر رہی ہیں۔ اسلئے ایسی جماعتیں جہاں معلمین کی ضرورت ہے وہ خاص طور پر اپنے ایک ایک دو دو نمائندے ضرور اس کلاس کے لئے بھجوائیں تاکہ ان کی تربیتی ضرورت کسی حد تک پوری ہوتی رہے۔

مرزا طاہر احمد

ناظم ارشاد وقفِ جدید

واقفینِ زندگی طلباء کے لئے ضروری اعلان

ایسے واقفینِ زندگی طلباء جنہوں نے اِس سال میٹرک کا امتحان پاس کر لیا ہے یا جنہوں نے امتحان تو دیا ہے لیکن نتیجہ ابھی نہیں نکلا یا جو موسمِ خزاں میں امتحان دیں گے وہ اپنے مکمل ایڈریس سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو جلد اطلاع دیں تا اگست میں ہونے والے انٹرویو کے متعلق ضروری کارروائی کی جا سکے۔ اس کے علاوہ جو اب وقف کرنا چاہتے ہیں وہ بھی اپنے مکمل پتہ سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ میٹرک پاس طلباء کے علاوہ ایف۔ اے، بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس طلباء کا بھی انٹرویو ہوگا۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

زیور کی زکوٰۃ کے لئے تاکیدی ارشاد

عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ دو عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے دو دو کڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ تم اس زیور کی زکوٰۃ ادا کیا کرتی ہو؟ دونوں نے کہا نہیں! اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے کہا کہ کیا تم پسند کرو گی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہیں آگ کے کڑے پہنائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ (ہرگز) نہیں۔ آپ نے فرمایا تو تم ان کی زکوٰۃ ادا کرو۔

(مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ الفصل الثانی)

(ناظر بیت المال آمد۔ ربوہ)

انصار اللہ کا مرکزی سالانہ اجتماع

انصار اللہ کا بیسواں مرکزی سالانہ اجتماع انشاء اللہ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱ر اخاء/اکتوبر بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ تمام مجالسِ انصار اللہ کے اراکین کو چاہیئے کہ وہ اس بابرکت اجتماع میں شمولیت کے لئے ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ جزاکم اللہ

قائد عمومی

مجلس انصار اللہ مرکزیہ

مَطب

اپنی جملہ طبّی ضروریات اور طبی مشورہ کے لئے ہمارے شفا خانہ اور مطب کی طرف رجوع کریں۔ اوقات صبح ۸ بجے سے ایک بجے تک، شام ۴ بجے سے ۸ بجے تک ہیں۔ باہر کے احباب مفصّل حالاتِ بیماری لکھ کر مشورہ حاصل کر سکتے ہیں۔

حکیم عبد الحمید ابن حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ۔ فون ۴۸۴۴

ھُوَ الشَّافِی

دانت مت نکلوائیے

رسالہ دانتوں کی حفاظت ۲۰ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے۔ اس میں پائیوریا (ماسخورہ) کیریز (دانتوں کے گھن) اور دانت درد کا مفصّل علاج وغیرہ درج ہے۔

کیور ہیومیڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو)

گولبازار ربوہ۔ فون ۶۰۶ / ۶۰۷

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴